TQ Lesson 227 Surah Saba 1-14 tafsir 1

سورۃ سبا مکی سورۃ ہے اس کے 6 رکوع اور 56 آیات ہیں الفاظ کی تعداد 833 حروف 1512 ہے سورۃ سبا سے سورتوں کا پانچواں گروپ شروع ہو رہا ہے جو سورۃ الحجرات پر جا کر ختم ہوتا ہے اس میں 13 سورتیں ہیں سورۃ سبا تا سورۃ الاحقاف یہ مکی ہیں اور آخر میں جو تین سورتیں ہیں سورۃمحمد، سورۃ الفتح اور سورۃ الحجرات یہ مدنی سورتیں ہیں۔ اس سورۃکا نام سورۃسبا کی آیت نمبر 15 سے لیا گیا ہے **لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ** تو یہ وہ سورۃہے جس میں سبا کا نام آیا ہے پھر آپ دیکھئے کہ اس کا مضمون کیا ہے کہ قرآنی دعوت کی تین اساس ہیں تین اس کی بنیادیں ہیں جیسے نمبر 1۔ توحید، نمبر 2۔ قیامت، نمبر 3۔ رسالت آپ دیکھئے کہ پچھلی سورتوں میں بھی ان اساس پر بات ہوئی ہے اور اب یہاں پر بھی بڑے خوبصورت دلائل ہیں اسلوب بیان ذرا مختلف ہے اور جیسے آپ یوں کہہ سکتی ہیں جامع عمود۔عمود کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ ستون۔ تو اس کا جامع عمود توحید کا اثبات ہے اور بڑا نمایاں طور پر یہ ہمارے سامنے آتا ہے آئیے ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح یہاں پر دلائل دیئے ہیں اور خاص طور پر دو مثالیں ہمارے سامنے رکھی ہیں ایک اطاعت گزاروں کی جس میں حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو بطور مثال پیش کیا ہے اور دوسرا قوم سبا کا واقعہ ہے تو سمجھایا کس کو گیا ہے اُس زمانے کے اہل ایمان کو بھی اور آج کے دور کے اہل ایمان کو بھی اُس زمانے کے کفر کرنے والوں کو بھی اور آج کے دور کے کفر کرنے والوں کو بھی کہ نعمت پا کر حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح شکر کرو نہ کہ قوم سبا کی طرح کفر کرنے والے بنو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آیت نمبر 1۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْآخِرَةِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ

ترجمہ۔ حمد اُس خدا کے لیے ہے جو آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کا مالک ہے اور آخرت میں بھی اسی کے لیے حمد ہے وہ دانا اور باخبر ہے

سورۃ سبا کا آغاز بڑا ہی خوبصورت ہے آپ دیکھیں سورۃ الفاتحہ کا آغاز کیسے تھا **الْحَمْدُ لِلَّهِ** سورۃ سبا کا آغاز بھی **الْحَمْدُ لِلَّهِ** سے ہوتا ہے اور آپ کو یہ بات پتہ ہی ہے کہ **الْحَمْدُ** کے دو معنی ہیں ایک اس کے معنی ہیں تعریف کے اور دوسرے اس کے معنی ہیں شکر کے اور یہاں یہ لفظ **الْحَمْدُ** دونوں معنی میں استعمال ہوا ہے تو پہلے معنی کیا ہیں کہ ساری کائنات ہر چیز کا مالک اللہ ہے اور اس کائنات میں جو کمال جمال، حکمت، قدرت ، ثنائی ، کاریگری جو کچھ بھی شان نظر آتی ہے تو اس کی تعریف کا مستحق کون ہے اللہ تعالی تو یہ کائنات اپنے خالق کا تعارف ہے۔ اس کائنات کو آپ دیکھیں اسکی وسعت کو دیکھیں اور وسعت بھی کیسی کہ ہیبتناک اور وسیع ہے کہ ہم اس کا احاطہ بھی نہیں کر سکتے تو جو اس کی یہ ہیبتناک وسعت ہے وہ خالق کی عظمت کو بیان کرتی ہے تو تعریف اسی کی ہے جس نے اتنی خوبصورت اور اتنی مربوط ،مضبوط کائنات بنائی پھر آپ دیکھئے کہ دوسرے معنی کے لحاظ سے کیا ہے کہ یہ جو کائنات ہے اس کے اندر جو چیزیں ہیں ان سے ہم فائدہ اٹھا رہے ہیں جو بھی کائنات کا حسن، کمال اور ترتیب ہے اور اس کی نعمتوں سے جب ہم فائدہ اٹھا رہے ہیں لطف حاصل کر رہے ہیں اور لذت حاصل کر رہے ہیں تو اس پر کیا کرنا چاہئے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے صرف تعریف ہی نہیں بلکہ تعریف کے ساتھ اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے تو یہ کائنات کے بنانے میں کوئی اللہ کا شریک نہیں ہے

تو جب بنانے میں اس کی ملکیت میں کوئی شریک نہیں ہے تو پھر کسی اور کو نہ حمد کا حق پہنچتا ہے اور نہ ہی شکر کا حق پہنچتا ہے **الْحَمْدُ لِلَّهِ** تعریف اور شکر اللہ کے لئے ہے آگے اس کا تعارف کہ وہ کون ہے **الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ** وہ ذات **لَهُ** اسی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہیں آپ نے اب تک کتنا پڑھا کہ آسمان کتنے ہیں سات ہیں کہیں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ **طِبَاقًا** ہیں کہیں کہتے ہیں اللہ رب العزت کہ میں نے اس کو **كُنْ** کہا **فَيَكُونُ** وہ ہو گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ یہاں پہ بھی کیا بتاتے ہیں کہ وہ جو سات آسمان ہیں وہ کس کے لئے ہیں؟ اسی کے لئے ہیں۔ جو کچھ بھی ہے اس کائنات میں وہ اللہ کا ہے کیونکہ آپ اپنی نگاہوں کو اٹھائیں آپ اوپر دیکھیں تو آپ کو آسمان نظر آتا ہے اور نیلا شامیانے کی طرح تنا ہوا آسمان اور ہم نظر دوڑائیں تو کہیں کوئی خلل نظر نہیں آتا کوئی **فُطُورٍ** نظر آتا ہے نہ کوئی تفاوت نظر آتا ہے کچھ بھی نظر نہیں آتا ایک نہیں سات ہیں آپس میں ملے ہوئے ہیں ان کے اندر ایک ترتیب ہے **لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ** اسی کے لئے جو کچھ آسمانوں میں ہے ایک آسمان میں نہیں سب آسمانوں میں **وَمَا فِي الْأَرْضِ** اور جو زمین میں گویا کہ آسمان اور زمین کی ہر چیز کا مالک اللہ ہے تو یہاں پہ کیا بات بتائی جارہی ہے کہ یہ آسمان بھی اور یہ زمین بھی اللہ کی ملکیت ہیں اور دوسری بات کیا ہے کہ جو مالک ہے جو خالق ہے **وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْآخِرَةِ** تو دنیا میں جب حمد اور تعریف اور شکر اس کا ہے تو آخرت میں بھی حمد اسی کی ہے **وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْآخِرَةِ** آخرت میں اسی کے لئے حمد ہے جیسے دنیا کی ساری نعمتیں اسی کی خلق ہیں، جب پیدا اس نے کیا تو مالک وہ، جب مالک وہ تو الہ بھی وہی ہونا چاہئے اور صرف دنیا تک ہی نہیں بلکہ آخرت میں بھی ساری حمد اور ساری تعریف کس کے لئے ہوگی؟ اللہ کے لئے ہوگی۔ تو آپ دیکھئے کہ یہ جو حمد کا مضمون ہے ہمیں کیا پیغام دیتا ہے ہمارے لئے عمل کے کیا اصول دیتا ہے کہ تعریف اور شکر اللہ کا حق ہے اور آپ یاد رکھیے گا کہ اس سورۃ کی بنیاد شکر اور اس کے لوازمات اور اس کے تقاضے ہیں اور شکر ہی پر توحید اور پورے دین کی عمارت قائم ہے۔ تو اللہ تعالیٰ یہاں پر کیا بتا رہے ہیں کہ آسمان اور زمین کی نعمتوں سے انسان فائدہ تو اٹھا رہا ہے لیکن آسمان اور زمین کی جن نعمتوں سے انسان فائدہ اٹھا رہا ہے وہ دیتا کون ہے ؟ خالق کون ہے ؟ رازق کون ہے؟ مالک کون ہے تو اس کا کیا جواب ہمارے سامنے آتا ہے؟ اللہ **الْحَمْدُ لِلَّهِ** پھر کہا **لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْآخِرَةِ** اور آخرت میں بھی حمد اسی کے لئے ہے اس کے معنی کیا ہیں؟ کہ شکر کا یہ لازمی تقاضا ہے کہ آخرت میں بھی تعریف اللہ ہی کی ہے کیا مطلب کہ دنیا بنائی اللہ نے تو آخرت بھی ضرور ہے گویا کہ یہ شکر کے لوازمات میں سے ہے کہ آخرت قائم ہو کر رہے گی کیونکہ کائنات کی جب ہر چیز اللہ نے بنائی اور بڑی مربوط اور حکیمانہ بنائی تو ایسا نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالی نے بس دنیا بنائی اور اس کو ختم کر دیں گے بلکہ کیا ہے کہ وہ لوگ جو اللہ کی بغاوت کرتے ہیں جو اللہ کی تعریف اور شکر بجا نہیں لاتے پھر اللہ آخرت بنائے گا اور پھر اس میں ان لوگوں کا حساب کتاب ہوگا اللہ کے باغیوں کو وہاں پہ سزا دی جائے گی تو معنی کیا ہیں کہ اللہ مالک خالق ہے آپ دیکھیں آیت نمبر 1 میں اب تک کیا صفات آئیں ہیں **الْحَمْدُ لِلَّهِ** سے اللہ کی کونسی صفت پتہ چل رہی ہے الہ ،معبود ہے وہ پھر **الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ** سے کونسی صفت پتہ چل رہی ہے مالک، ملک سب کچھ اسی کا ہے۔ تو اللہ جب ہمارا معبود ہے تو ہمیں اللہ کی عبادت کرنی چاہئے جب وہ ہمارا مالک ہے تو ہمیں اس کی ملکیت بن جانا چاہئے جو وہ کہے ہمیں وہی کرنا چاہئے **وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْآخِرَةِ** اور یہ تعریف اور شکر ہے صرف دنیا میں نہیں آخرت میں بھی ہے۔ کیسے؟ اس سے ایک بات تو یہ پتہ چلتی ہے کہ دنیا میں جیسے مومن اللہ کی حمد اور تعریف بیان کرتے ہیں کیسے؟ قلبی شکر کر کے، لسانی شکر کر کے اور عملی شکر کر کے اور جب ہم نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں حج کرتے ہیں جو بھی اللہ نے ارکان ہم پر واجب کیے ہیں ان کو ادا کرتے ہیں تو یہ بھی اللہ

کی تعریف ہے اور اللہ کا شکر ہے لیکن آپ دیکھئے کہ اس کے ساتھ ہمیں بہت سی قرآن کی آیات میں یہ بات پتہ چلتی ہے کہ جو مومن ہوں گے جب وہ آخرت میں نعمتوں کو دیکھیں گے تو اللہ کی تعریف اور شکر ادا کریں گے ان کی زبانوں سے حمد کا ترانہ جاری ہو جائے گا آپ پڑھ چکیں **وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (10- سورۃ یونس)** اور ان لوگوں کی آخری صدا یہ ہوگی کہ شکر کا حقیقی سزاوار اللہ دنیا کا خدا ہے۔ تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ صرف دنیا میں نہیں شکر بلکہ مومن جو ہیں ان کی زبانوں پر ایک نعرہ ہوگا ایک ترانہ ہوگا اور وہ ترانہ کیا ہے کہ وہ اللہ کا شکر بیان کرتے چلے جائیں گے پھر آپ دیکھئے سورۃ فاطر آیت 34 میں آتا ہے **وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۖ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ (34- سورۃ فاطر)** اور وہ کہیں گے کہ شکر ہے اُس خدا کا جس نے ہم سے غم دور کر دیا، یقیناً ہمارا رب معاف کرنے والا اور قدر فرمانے والا ہے۔ وہاں پہ بھی یہی بات پتہ چلتی ہے کہ اس وقت مومنین اللہ کی تعریف بیان کریں گے اور کہیں گے کہ اس اللہ کا شکر جس نے ہم سے حزن دور کر دیا پھر آپ دیکھئے۔ **وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ (74- سورۃ الزمر)** کہ تعریف اس اللہ کی جس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ کہ جنت میں نعمتیں دیکھیں گے نعمتوں کی تکمیل دیکھیں گے اور جنت کی شان و شوکت دیکھیں گے تو پھر کہیں گے کہ شکر اس اللہ کا، اللہ کے وعدے پورے ہوتے ہوئے دیکھیں گے ساتھ ساتھ اللہ کی تعریف کرتے چلے جائیں گے سورۃ الاعراف آیت 43 اس سے کیا پتہ چلتا ہے **وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ(43- سورۃ الاعراف)** اور وہ کہیں گے کہ "تعریف خدا ہی کے لیے ہے جس نے ہمیں یہ راستہ دکھایا، ہم خود راہ نہ پا سکتے تھے اگر خدا ہماری رہنمائی نہ کرتا، ہمارے رب کے بھیجے ہوئے رسول واقعی حق ہی لے کر آئے تھے"۔ اُس وقت ندا آئے گی کہ "یہ جنت جس کے تم وارث بنائے گئے ہو تمہیں اُن اعمال کے بدلے میں ملی ہے جو تم کرتے رہے تھے"۔ تو دنیا میں بھی مومن شکر ادا کرتا ہے کہ اللہ تیرا شکر ہے تو نے مجھے ہدایت دی تو نے مجھے اسلام کی نعمت سے نوازا تو نے مجھے مسلمان بنایا پھر ہم ہر نماز میں یہ کلمہ شکر ادا کرتے ہیں اور جنت میں بھی انسان شکرادا کریں گے تو دراصل یہاں پہ جو بات سکھائی جارہی ہے وہ یہ ہے کہ آسمان اور زمین کی ہر چیز کی تعریف دراصل یہ بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں مسلمان بنایا ہے تو ہمیں کیا کرنا چاہئے اللہ کی حمد اللہ کی تعریف اور اللہ کی عبادت اور اپنے آپ کو اللہ کی ملک سمجھنا چاہئے اور آخرت میں بھی یہی اہل ایمان کی روحانی غذا ہوگی انہیں اس میں ایک لذت اور فرحت اور سرور ملے گا **وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْآخِرَةِ ۚ** دنیا میں بھی تعریف اور حمد اور شکر اللہ کا اور آخرت میں بھی اسی کا **وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ** ان ساری باتوں کا نچوڑ کیا ہے کہ وہی ہے دانا اور خبیر بھی اور حکیم کسے کہتے ہیں حکمت کیا ہے حکمت کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ کہ " **وضع الشيء في موضعه**"کہ ہر چیز کو اس کی صحیح جگہ پہ رکھنا۔ اس کی وضع پہ رکھنا جہاں جس چیز کو رکھا جانا چاہئے وہاں اس چیز کو رکھ دینا تو آپ دیکھ لیں کہ حکیم کے ایک معنی کیا ہیں کہ اللہ نے چیزوں کو محکم بنایا ہے دوسرے معنی کیا ہیں کہ اللہ نے بڑے حکیمانہ فیصلے کیے ہیں اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے دنیا ہےتو آخرت بھی ہو گی جزا سزا بھی ہو گی یہ نہیں ہے کہ اللہ نے دنیا بنا دی اور لوگ گناہ کریں اور پھر ان کی پکڑ نا ہو لوگ نیکیاں کریں اور پھر ان کی جزاء نا ملے اور پھر **الْخَبِيرُ** کے معنی کیا ہیں خبر رکھنے والا وہ **الْخَبِيرُ** ہے اس کو خوب خبر ہے یعنی وہ باخبر ہے کہ لوگ کیا کرتے ہیں

آیت نمبر 2۔ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ۚ وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ

ترجمہ۔ جو کچھ زمین میں جاتا ہے اور جو کچھ اُس سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو کچھ اُس میں چڑھتا ہے، ہر چیز کو وہ جانتا ہے، وہ رحیم اور غفور ہے

يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وہ جانتا ہے جو کچھ داخل ہوتا ہے زمین میں **يَلِجُ (و ل ج)** سے ہے اور معنی ہوتا ہے تنگ جگہ میں داخل ہونا **دَخَلَ** یہاں پہ آ سکتا تھا لیکن نہیں آیا **يَلِجُ** آیا تنگ جگہ میں داخل ہونا، تنگ جگہ میں گھسنا **يَعْلَمُ** وہ جانتا ہے **مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ** جو زمین میں داخل ہوتا ہے اب آپ دیکھیں کہ زمین ویسے تو گتھی ہوئی نظر آتی ہے مضبوط ہے لیکن یہ کہ زمین کے اندر کچھ چیزیں داخل ہوتی ہیں تو زمین میں کیا داخل ہوتا ہے مثلاً بارش اوپر سے آتی ہے تو زمین میں داخل ہو جاتی ہے پھر زمین کے اندر بہت سے خزانے ہیں جو کہ چھپے ہوئے ہیں زمین میں وہ داخل ہیں پھر اس کے علاوہ زمین کے اندر اور کیا جاتا ہے؟ مثلاً دانہ ہے کسان دانے کو زمین میں جب بکھیرتا ہے۔ ویسے تو آپ دیکھیں کہ زمین میں کہیں سوراخ نظر نہیں آتا لیکن زمین نرم ہو جاتی ہے وہ پھولتی ہے کسان جو زمین میں دانہ ڈالتا ہے تو زمین کے اندر داخل ہو جاتا ہے پھر آپ دیکھیں زمین میں اور کیا داخل ہوتا ہے انسان کے مردہ جسم ، اسی طرح جانوروں کے جسم ، کیڑے مکوڑے حشرات الارض اس میں داخل ہوتے ہیں۔ **مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ** وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے۔لوگ اگر کسی کو قتل کر کے زمین میں چھپا بھی دیں کوئی خزانہ کہیں سے حاصل کیا (کوئی ڈاکہ کوئی چوری کے ذریعے) پھر وہ کہیں جا کے زمین میں چھپا بھی دیں یا جو مدفن خزانے ہیں کسی کو نہیں پتہ لیکن اللہ کو تو پتہ ہے وہ جانتا ہے کہ زمین کے اندر کیا جاتا ہے **وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا** اور جو اس میں سے نکلتا ہے **وَمَا** اور جو کچھ **يَخْرُجُ** نکلتا ہے **مِنْهَا** اس میں سے **"هَا"** کی ضمیر کس کے لئے آئی ہے زمین کے لئے آئی ہے **الْأَرْضِ** کے لئے آئی ہے تو زمین سے کیا نکلتا ہے۔ مثلاً وہ بیج جو زمین میں گیا تھا اب وہ پودا بن کے نکلتا ہے وہ کھیتی وہ پودے وہ درخت کون جانتا ہے اللہ تعالیٰ جانتا ہے پھر اسی طرح آپ دیکھیں زمین کے اندر معدنیات ہیں تیل ہے کچھ پٹرول ہے کئی قسم کی گیسیں ہیں جو خزانے ہیں وہ سارے کون جانتا ہے؟ وہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے تو زمین کے جتنے بھی خزانے ہیں وہ صرف اور صرف اللہ جانتا ہے پھر کہا **وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ** اور جو کچھ اترتا ہے **نَزَلَ يَنْزِلُ** فعل مضارع ہے اترتا ہے اترے گا **مِنَ السَّمَاءِ** آسمان سے آسمان سے جو کچھ اترتا ہے اور اترے گا۔ آسمان سے آپ غور کریں تو کیا چیز نازل ہوتی ہے بارش ہے اولے ہیں گرج چمک ہے بجلی ہے پھر اس کے علاوہ فرشتے نازل ہوتے ہیں پھر آسمانی کتابوں کا نزول ہوا پھر اللہ کی برکتیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں یعنی خیر نازل ہوتا ہے پھر اسی طرح شر بھی نازل ہوتا ہے تو آسمان سے جو کچھ نازل ہوتا ہے وہ کون جانتا ہے اللہ تعالیٰ جانتا ہے **وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا** **(ع ر ج)** اس کے معنی کیا ہوتے ہیں اوپر چڑھنابلندی کے لئے آتا ہے تو **معراج** اس کا مادہ کیا ہے **(ع ر ج)** تو **وَمَا يَعْرُجُ** اور جو چڑھتا ہے **فِيهَا** اس میں **"هَا"** کی ضمیر کس کے لئے آئی ہے آسمان کے لئے یہ بات یاد رکھیے گا کہ آسمان اور زمین عربی زبان میں دونوں مؤنث ہیں تو اس لئے جو صیغے استعمال ہوتے ہیں پھر مؤنث استعمال ہوتے ہیں اور جو کچھ چڑھتا ہے **يَعْلَمُ** اسے وہ جانتا ہے تو آسمان میں کیا چیز چڑھتی ہے مثلاً آپ دیکھیں آپ دعائیں کرتی ہیں

؎ افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر

دعائیں اوپر چڑھتی ہیں پھر فرشتے آپ پڑھ ہی چکی ہیں کہ فجر اور عصر کے وقت فرشتوں کا تبادلہ ہوتا ہے آسمان سے کچھ فرشتے آتے ہیں اور کچھ اوپر جاتے ہیں جو پہلے سے آئے ہوتے ہیں جو عصر میں آئے ہوتے ہیں وہ فجر میں چلے جاتے ہیں جو فجر میں آئے ہوئے ہوتے ہیں وہ عصر میں چلے جاتے ہیں ان کی ڈیوٹی بھی بدلتی ہے اور بھی اس کے علاوہ بہت سے فرشتے ہیں جو اللہ کی بہت سے چیزیں لے کر آتے ہیں ہم نہیں جانتے اسی طرح انسانوں کے اعمال اوپر چڑھتے ہیں اچھے اعمال بھی چڑھتے ہیں اور اس کے علاوہ برے اعمال بھی چڑھتے ہیں تو جو کچھ بھی اوپر چڑھتا ہے پھر اسی

طرح روحیں ہیں تو **وَمَا يَخْرُجُ فِيهَا** اب آپ دیکھئے کہ **يَعْلَمُ** سے لے کر **وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا** اگر میں آپ سے پوچھوں کہ یہاں پہ اللہ کی کونسی صفت کو بیان کیا گیا ہے تو آپ کیا کہیں گے آپ سوچیں آپ اس کو کیا عنوان دیں گے اب آپ کو یہ بات سمجھ آنی چاہئے کہ آیت کو جب آپ پڑھتی چلی جائیں تو اس کے ساتھ آپ اس کو ایک عنوان دینا شروع کریں تاکہ آیت کا نچوڑآپ کے سامنے آئے تو کیا بات سامنے آتی ہے علیم اور خبیر آپ اوپر دیکھیں **وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ** تو گویا کہ وہ جب خبیر ہے خوب اس کو خبر ہے پھر ساتھ **يَعْلَمُ** وہ علیم ہے علیم کیسے ہے بار بار ایک ہی بات ہے کہ زمین کے اندر جو کچھ جاتا ہے **وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا** اس میں سے جو کچھ نکلتا ہے **وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ** آسمان سے جو کچھ اترتا ہے **وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا** جو کچھ اوپر چڑھتا ہے شروع کیسے کیا کہ **يَعْلَمُ** وہ جانتا ہے علم تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اللہ تعالی کی جو صفت ہے علم کی یہاں پر صرف یہ ہی نہیں بتایا کہ وہ علیم ہے بلکہ کیا ہے علمِ محیط اس کا علم احاطہ کئے ہوئے ہے وہ غیب کا علم جاننے والا ہے کائنات کے ہر کونے اور ہر گوشے میں ہر قول، ہر عمل ہر دکھ، ہر درد ہر خوشی، ہر غم ہر ایک رویہ صرف اور صرف اللہ جانتا ہے۔ تو یہاں پر اللہ کا جو علم ہے علمِ الٰہی اس کے بارے میں بتایا جارہا ہے یہ مزید **الْخَبِيرُ** ہی کی وضاحت ہے خبیر کی وضاحت میں علیم بتایا گویا کہ کائنات کے ایک ایک ذرے اور ایک ایک حرکت کو اور سکون کو (حرکت ہے یا سکون ہے) کائنات میں پتہ بھی ہلتا ہے کسی کے ہونٹ جنبش کرتے ہیں کسی کی آنکھوں کی پلکیں ہلتی ہیں کچھ بھی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ کہیں بھی کوئی بھی چیز اللہ کے علم اللہ کی اجازت کے بغیر نہ نقل و حرکت کر سکتی ہے نہ دراندازی کر سکتی ہے نہ نیچے اتر سکتی ہے نہ اوپر چڑھ سکتی ہے تو آپ سوچیں کہ یہاں پر اللہ کا جو تصور دیا جارہا ہے کہ وہ **الْخَبِيرُ** ہے جیسا وہ جانتا ہے کوئی نہیں جانتا وہ العلیم ہے جیسا وہ علم رکھتا ہے کوئی اور نہیں رکھتا۔**وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ** وہی ہے جو **الہ** ہے وہی ہے جو مالک ہے وہی ہے جو حکیم ہے جو خبیر ہے جو علیم ہے وہی رحیم ہے وہی غفور ہے۔ یہ جو **لَهُ** ہے جتنی پہلی صفات کا ذکر ہوا ہے اس کا حوالہ دیا جارہا ہے کہ وہی تو ہے وہی ہے رحیم اور وہی ہے غفور تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کائنات کو چلانے والا ایسا نہیں ہے کہ دنیا اندھیر نگری ہے اور چلانے والا اس کا چوپٹ راجہ ہے ایسا نہیں ہے بلکہ وہ ایسا ہے جو کہ خالق ہے وہ مالک ہے وہ حکیم ہے وہ خبیر ہے وہ علیم ہے اور پھر اس کے ساتھ وہ رحیم بھی ہے معنی یہ ہیں کہ اگر دنیا میں لوگ گناہ کرتے ہیں ساری نعمتیں اللہ سے لینے کے بعد آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ کا ہے اور کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ کی حمد کر رہا ہے ایک طرف تو کائنات کی جتنی بھی چیزیں ہیں آسمان زمین سورج چاند ستارے یہ سارے اللہ کی حمد اور تعریف کرتے ہیں اور وہ اس سے انکار نہیں کرتے تو انسان سب کچھ پانے کے بعد پھر کیا کرتا ہے ناشکری کرتا ہے شرک کرتا ہے اللہ تعالیٰ ان کو پکڑتا کیوں نہیں ہے فوراً اللہ سزا کیوں نہیں دیتا؟ اس لئے کہ **وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ** اس کی یہ جو دو صفات ہیں ایسی بہترین صفات ہیں جن کی وجہ سے وہ درگزر سے کام لیتا ہے درگزر سے کام لینا اس کی عادت ہے۔**عاصی** اور **خاطی** کو قصور سرزد ہوتے ہی یہ نہیں کرتا کہ اب اس کے لئے رزق کے دروازے بند کر دے یا اس کے جسم کو مفلوج کر دے یا بجلی اوپر گرا دے یا آناً فاناً اس کو ہلاک کر دے سب کچھ تو اس کے قبضہِ قدرت میں ہے کیونکہ وہ مالک ہے لیکن وہ ایسا کرتا نہیں کیوں؟ اس لئے کہ اس کی شانِ رحیمی کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنے نافرمان بندوں کو ڈھیل دے **رَحِيمُ** بہت رحم کرنے والا ہے اس کے اندر مسلسل رحم بھی پایا جاتا ہے دوام ہے مسلسل لوگوں کو سنبھلنے کی مہلت دیتا ہے کہ وہ باز آ جائیں اور اگر وہ باز آ جائیں گے اگر وہ اللہ کی طرف رجوع کریں گے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ کیا کرے گا پھر ان کو بخش دے گا **الْغَفُورُ** کہ وہ غفور ہے جو اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور توبہ اور اصلاح کرے تو اللہ تعالیٰ کیا کریں گے پھر اللہ تعالی اس

کو معاف کر دیں گے تو مشرکین کی غلط فہمی کو یہاں پر دور کیا جا رہا ہے مشرکین سمجھتے تھے کہ ہم شرک کرتے ہیں اور اس کے بعد کسی کی سفارش کام آئے گی اور پھر اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ہم بچا لئے جائیں گے یا جیسے یہود و نصاریٰ یہ کہتے تھے یہودی یہ کہتے تھے کہ **وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ (18- سورة المائده)** یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں **وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَةً ۚ (80- سورة البقره)** وہ کہتے ہیں کہ دوزخ کی آگ ہمیں ہرگز چھونے والی نہیں **اِلّا** یہ کہ چند روز کی سز ا مل جائے تو مل جائے۔ تو یہاں پر بتایا کہ نہیں وہ رحیم بھی ہے وہ غفور بھی ہے وہ حکیم بھی ہے وہ خبیر بھی ہے اس کو سب خبر ہے کون توحید پرست ہے کون شرک کر رہا ہے اس کو سب خبر ہے کون تعریف کر رہا ہے حمد بیان کر رہا ہے اور کون شرک کر رہا ہے نافرمانی کر رہا ہے تو اللہ تعالی عدل کرے گا تو آپ دیکھ لیجئے جیسے مشرکین یہ کہتے تھے کہ اللہ کی ذات ایسی ذات ہے کہ اس ہستی کو راضی کرنے کے لئے ہمیں بہت سے لوگوں کی سفارش اللہ کے سامنے پیش کرنی پڑے گی تو اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ یہ تمہاری غلط فہمی ہے ایسا نہیں ہے بلکہ کیا ہے **وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ** وہ تو رحم کرنے والا بھی ہے اور وہ غفور بھی ہے تو یہ جو دو آیتیں ہیں ان دونوں آیتوں کا کیا نچوڑ میرے اور آپ کے سامنے آتا ہے عمل کے لئے پھر کیااصول ہمارے سامنے آتا ہے؟ ان آیات سے عمل کا اصول یہ آتا ہے کہ ہم سب کو اللہ تعالی سے جو ہمارا تعلق ہے اس پر ہمیں غور کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا تعارف کروایا ہے اور بتایا ہے کہ جب کائنات کا خالق وہ، مالک وہ، حکیمانہ چلا رہا ہے عملوں سے خبردار ہے (لوگ جو عمل کرتے ہیں جو کچھ بھی کائنات کے اندر حرکت ہے یا سکوت ہے ان کے لئے وہ علیم ہے)اور اپنی مخلوقات کے لئے جب وہ بہت رحیم اور کریم ہیں تو پھر ہونا کیا چاہئے اللہ کے جلال اور کمال کے احساس سے ہم سرشار ہو جائیں ہم یاد رکھیں ازل سے ابد تک تمام عظمتیں اللہ کے لئے ہیں اور پھر ایک اللہ کے سوا کسی کے آگے ہم مت جھکیں "سرِ نیاز جھکایا تو پھر اٹھا نہ سکے" ایک اللہ کی بندگی پر اس دلِ ناداں کو راضی کر لیں مطمئن کر لیں مجبوری سے نہیں (کائنات مجبوری سے اللہ کی عبادت کرتی ہے) ہم شوق کے ساتھ محبت کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں پھر آپ دیکھئے آیت نمبر 3 سورة سبا اس میں اللہ رب العزت یہ بتاتے ہیں کہ قیامت اللہ کی صفات کا لازمی تقاضا ہے اس آیت کو آپ کیا عنوان دے سکتے ہیں کہ قیامت اللہ کی صفات کا لازمی تقاضا ہے

آیت نمبر 3- وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ ۖ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ عَالِمِ الْغَيْبِ ۖ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ

ترجمہ۔ منکرین کہتے ہیں کہ کیا بات ہے کہ قیامت ہم پر نہیں آ رہی ہے! کہو، قسم ہے میرے عالم الغیب پروردگار کی، وہ تم پر آ کر رہے گی اُس سے ذرہ برابر کوئی چیز نہ آسمانوں میں چھپی ہوئی ہے نہ زمین میں نہ ذرے سے بڑی اور نہ اُس سے چھوٹی، سب کچھ ایک نمایاں دفتر میں درج ہے۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا اور کہا ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا **لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ** کہ قیامت نہیں آئے گی **لَا تَأْتِينَا** ہم پر نہیں آئے گی **السَّاعَةُ** قیامت **السَّاعَةُ** یہ قیامت کا ایک نام ہے تو اہلِ مکہ طنز اور تمسخر کے طور پر کہتے تھے کہ بہت دنوں سے پیغمبر صاحب قیامت کی خبر دے رہے ہیں اور یہ خبر کچھ نہیں ہے اگر یہ خبر دے رہے ہیں تو یہ قیامت آتے آتے کہاں رہ گئی اتنی نافرمانیاں ہم نے کیں اتنی گستاخیاں کیں اتنا ہم نے مذاق اڑایا تو پھر قیامت کیوں نہیں آتی **وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا** اور کہا ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا **لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ** کہ قیامت ہم پر نہیں آرہی **قُلْ** کہہ دیجئے **بَلَىٰ** اب آپ دیکھئے کہ یہاں پر **بَلَىٰ** آیا ہےاور

بَلَىٰ کبھی تو یہ لفظ ڈانٹ کے لئے آتا ہے، کبھی پہلے سے جو بات ہو رہی ہوتی ہے تو اس میں زور پیدا کرنے کے لئے بھی آتا ہے اس لفظ میں نہیں کے ساتھ اثبات بھی پایا جاتا ہے، **نہیں** کے ساتھ **ہاں** بھی جیسے مثلاً آپ کبھی کہتی ہیں کہ **"لا "** یعنی نہیں لیکن جب **بَلَىٰ** ہوتا ہے ہاں کیوں نہیں مطلب کہ پہلے سے جو بات ہو رہی ہے تو آپ اس میں زور اور تاکید پیدا کرنے کے لئے کہتی ہیں ہاں کیوں نہیں۔ تو یہاں پہ بھی کیا ہے **قُلْ** کہہ دیجئے **بَلَىٰ** ہاں کیوں نہیں **وَرَبِّي** اور **" و "** یہاں پہ اور کے معنی میں نہیں ہے **"و"** یہاں پہ قسمیہ ہے، قسم کے لئے آیا ہے بہت سی سورتوں کے شروع میں آتا ہے **وَالْفَجْرِ، والعصر، وَالشَّمْسِ** اور کبھی سورۃ کے درمیان میں بھی یہ آ جاتا ہے قسم کے لئے تو اللہ تعالیٰ کیا کہتے ہیں بڑی تاکید کے انداز کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے قسم کہہ کر اور قسم کھلا کر کس کی؟ رب کی۔ **قُلْ بَلَىٰ** اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیجئے ہاں کیوں نہیں **وَرَبِّي**ؐ میرے رب کی قسم **لَتَأْتِيَنَّكُمْ** کہ وہ ضرور آ کر رہے گی تم پر اب آپ دیکھئے کہ **قُلْ** حکمیہ صیغہ ہے **بَلَىٰ** یہاں پہ ڈانٹ کا انداز ہے اور نفی کی جارہی ہے اہل مکہ کی وہ مذاق اڑاتے تھے کہتے تھے قیامت نہیں آئے گی کیا ہے کہ ڈانٹ کے انداز میں نفی کے ساتھ ساتھ کیا ہے کہ ہاں کیوں نہیں گویا کہ یہ بھی ایک تاکید کا انداز ہے اور تیسری تاکید کیا ہے **وَرَبِّي** میرے رب کی قسم اب آپ دیکھیں رب کی قسم کھا کر کہا آ کر رہے گی پھر **لَتَأْتِيَنَّكُمْ "ل"** لامِ تاکید ہے اور **"ن"** بھی یہاں پہ تاکید والا نون ہے **لَتَأْتِيَنَّكُمْ** ضرور آئے گی تم پر اور **كُمْ** سے مراد کفر کرنے والے(**وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا**) کہو قسم ہے میرے رب کی **لَتَأْتِيَنَّكُمْ** کہ وہ ضرور تم پر آ کر رہے گی پھر ساتھ ہی کہا **عَالِمِ الْغَيْبِ** میرا رب کیسا ہے **عَالِمِ الْغَيْبِ**۔ میرے عالم الغیب رب کی قسم **عَالِمِ الْغَيْبِ** یہاں پہ کیوں کہا ؟کہ غیب کو جاننے والا کہ قیامت چھپی بھی ہے اور قیامت کا علم اللہ کے سوا کسی کو پتہ نہیں ہے تو میرے **عَالِمِ الْغَيْبِ** کی قسم قیامت آ کر رہے گی تو آپ دیکھ لیجئے اور مزید **عَالِمِ الْغَيْبِ** کی تفصیل بتائی جارہی ہے کہ وہ اللہ جو غیب کو، پوشیدہ کو جاننے والا ہے کیسے؟ **لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ** ۔ **لَا يَعْزُبُ** نہیں چھپتا نہیں مخفی **(ع ز ب)** اس کے معنی ہوتے ہیں دور نکل جانا، پوشیدہ ہو جانا کسی چیز کا نگاہوں سے دور جانے کی وجہ سے غائب ہونا تو اللہ رب العزت یہاں بھی یہ بات بتا رہے ہیں کہ آپ کہہ دیجئے کہ میرے **عَالِمِ الْغَيْبِ** رب کی قسم قیامت آ کر رہے گی اور نہیں پوشیدہ اس سے نہیں چھپی ہوئی ان سے **مِثْقَالُ ذَرَّةٍ (ث ق ل)** سے ہے اور اس کے معنی کیا ہوتے ہیں برابر اور کس کے برابر **ذَرَّةٍ** ذرے کے برابر آپ ریت کا کوئی ذرہ اٹھائیں اور آپ دیکھیں کہ ذرے کی کیا حیثیت ہے کچھ بھی نہیں تو اللہ تعالیٰ کیا کہہ رہے ہیں کہ ذرہ برابر کوئی چیز اللہ سے چھپی ہوئی نہیں ہے کہاں پہ **فِي السَّمَاوَاتِ** آسمانوں **وَلَا فِي الْأَرْضِ** اور زمین میں۔ آسمانوں اور زمین میں ذرہ برابر کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اللہ سے چھپی ہوئی ہو **وَلَا أَصْغَرُ** اور نا ہی اس سے چھوٹی کس سے چھوٹی **مِثْقَالُ ذَرَّةٍ** یعنی اس ذرے سے بھی اگر کوئی چیز چھوٹی ہو تو وہ بھی اللہ سے چھپی ہوئی نہیں ہے **وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَٰلِكَ** اور **أَصْغَرُ** اسم تفضیل ہے تو بہت زیادہ چھوٹی، ذرے سے بھی بہت زیادہ چھوٹی چیز اللہ سے چھپی ہوئی نہیں ہے **وَلَا أَكْبَرُ** اور نا ذرے سے بڑی اور **أَكْبَرُ** بھی اسم تفضیل ہے بہت بڑی تو گویا کہ ذرے سے بھی اگر کوئی چیز بڑی یا اس سے چھوٹی ہے وہ کیا ہے چھپی ہوئی نہیں ہے تو وہ ہے کہاں؟ **إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ** مگر وہ ایک کتاب مبین میں ہے **مُبِينٍ** کہتے ہیں کھلی کو واضح کو جو خود واضح ہو اور دوسری چیز کو بھی واضح کر دے لازم اور متعدی کے معنی پائے جاتے ہیں اور کتاب مبین سے مراد کیا ہے یہ لوح محفوظ ہے اللہ کا رجسٹر جس میں اللہ تعالیٰ نے سارا کچھ لکھ رکھا ہے اور جس کے اندر ہر انسان کا ریکارڈ محفوظ ہے تو لوح محفوظ میں ہر چیز نمایاں طور پر درج ہے تو یہاں تک اگر آپ دیکھیں تو کیا چیز عمل کے اصول کے طور پر سامنے آئی کہ نمبر 1. اللہ تعالی قیامت کا علم جانتا ہے نمبر 2۔ قیامت آ کر رہے گی اور نمبر 3۔ یہ بات سامنے آئی کہ عالم الغیب کی تفصیل کیا ہے؟ وہ کیسا غیب کے علم جاننے

والا ہےکہ اگر کوئی چیز ذرے جتنی ہے اس کو بھی وہ جانتا ہے اس سے چھوٹی ہے اس سے بڑی ہے جیسی بھی ہے ہر چیز کو جب اللہ تعالیٰ جانتا ہے تو کیا بات سمجھ آئی کہ تم جو اعمال کر رہے ہو تمہارے جو رویے ہیں (انکار کا ہے، اقرار کا ہے) اللہ تعالیٰ جانتا ہے تو گویا کہ کائنات کے اندر چھوٹا بڑا جو واقعہ یا حادثہ پیش آتا ہے پہلے سے لکھا ہے لوح محفوظ میں اور اللہ کو اس کی خبر ہوتی ہے اور وہ ذات جو قیامت کے آنے کی خبر دے رہی ہے (حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی گئ کہ قیامت آئے گی اور رسول اللہ ﷺ مکہ کی گلیوں میں اعلان کرتے رہے) تو اہل مکہ تم اس بات کو مان جاؤ کہ قیامت آ کر رہے گی تو آیت نمبر 3 سے ہمیں کیا بات پتہ چلی کہ نمبر 1۔ اللہ عالم الغیب ہے اور نمبر 2۔ کہ اللہ کے حکیم اور خبیر ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ قیامت آ کر رہے گی اور بڑی تاکید کا انداز ہے ڈانٹ کا انداز بھی ہے وہ لوگ مذاق اڑاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ رحیم ہے غفور ہے تو ایسا نہیں ہو سکتا کہ نیک لوگ جو نیکی کر رہے ہیں ان کو ان کی جزا نہ دے اور جو لوگ شرک کر رہے ہیں ان کو ان کی سزا نہ دے اب آگے آیت نمبر 4 میں بتایا جارہا ہے کہ قیامت کا آنا ضروری کیوں ہے قیامت کے آنے کا مقصد کیا ہے؟

آیت نمبر 4۔ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ

ترجمہ۔ اور یہ قیامت اس لئے آئے گی کہ جزا دے اللہ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کرتے رہے ہیں اُن کے لیے مغفرت ہے اور رزق کریم

لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ تاکہ اللہ تعالیٰ جزا دے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے عمل صالح کئے تو آپ دیکھ لیجئے اس جملے کا تعلق **لَتَأْتِيَنَّكُمْ** سے ہے پیچھے آیت نمبر3 سے ہے مطلب کیا ہے وہاں کہا تھا **لَتَأْتِيَنَّكُمْ** کہ قیامت آ کر رہے گی یہاں بتایا جارہا ہے جب آئے گی تو مقصد کیا ہوگا تاکہ بدلہ دیا جائے جزا دی جائے مزدوری دی جائے ان لوگوں کو نمبر 1۔ جو ایمان لائے ایمان کا تعلق کس سے ہوتا ہے دل سے ہوتا ہے ایمان کی حیثیت بیج کی سی ہوتی ہے اور بیج جب عمدہ ہوتا ہے اچھا ہوتا ہے تو اس سے پھل پھول اور پودے بھی اچھے نکلتے ہیں اور پھل پھول اور پودے ان کی حیثیت کیا ہے؟ **وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ** اور جنہوں نے عمل صالح، اچھے عمل کیے آپ ذرا غور تو کریں مکہ کی گلیوں کا تصور کریں رسول اللہ ﷺ دعوت دے رہے ہیں انکار کرنے والے انکار کر رہے ہیں اور اس کے بعد ایسے میں کچھ دیوانے ہیں کچھ فرزانے ہیں کچھ شیدائی ہیں جو ہر طرح کی سزائیں ہیں تکلیفیں ہیں ان کو بالائے طاق رکھتے رہے ہیں **آمنت باللہ** اور اللہ پر ایمان لانے کے نعرے لگاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ جزا دے یہ **"ل"** لام علت ہے علت کا مطلب کیا ہے؟ مقصد ، وجہ۔ اس کی علت کیا ہے؟ اس کا مقصد کیا ہے ۔ کس کا مقصد؟ قیامت کے آنے کا مقصد۔ تاکہ ایمان لانے والے اور عملِ صالح کرنے والوں کو اس کی جزا دی جائے اور عملِ صالح سے مراد ہر طرح کی نیکی ہے **أُولَٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ** ان کے لئے ہے مغفرت اور رزقِ کریم ہیں اب آپ دیکھئے کہ یہاں پر خاص طور پر 2 باتوں کا ذکر ہو رہا ہے ایمان اور عملِ صالح اور ان کے نتیجے میں اور 2 باتیں کیا ہیں؟ نمبر 1۔ **لَهُمْ مَغْفِرَةٌ** مغفرت اور نمبر 2۔ **وَرِزْقٌ كَرِيمٌ** اور آپ دیکھیں کہ کتنی بڑی بات ہے کہ جو بھی ایمان لانے والوں کے گناہ ہوں گے جو غلطیاں ہوں گی جو قصور ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ ان کو چھپا دیں گے ان کو بخش دیں گے ان کو مٹا دیں گے اور **وَرِزْقٌ كَرِيمٌ** سے مراد کیا ہے؟ کہ صرف رزق نہیں رزق کریم ہوگا **(ک ر م)** آپ پہلے بھی پڑھ چکی ہیں انگور کی بیل کو کہتے ہیں اور انگور کا پھل اور اس کے درخت عربوں کے ہاں خوشحالی کا ذریعہ سمجھے جاتے تھے اور اس کے اندر 2 باتیں پائی جاتی ہیں 1-

عمدگی اور 2۔ کثرت تو اللہ تعالیٰ ان کو جو رزق دے گا اور رزق سے مراد صرف کھانا نہیں طرح طرح کی اللہ تعالیٰ جو نعمتیں دیں گے اپنے افضال اور عنایتیں ان پر کریں گے جس جنت کے وہ وارث ٹھہریں گے تو وہاں پہ کیا ہوگا ان کے لئے مغفرت بھی ہوگی رزق کریم ہوگا اب آپ دیکھیں اب دوسری طرف ذکر کیا جا رہا ہے۔ ان لوگوں کا جو ایمان لانے والوں سے متضاد رویہ رکھنے والے ہیں

آیت نمبر 5۔ وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِنْ رِجْزٍ أَلِيمٌ

ترجمہ۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو نیچا دکھانے کے لیے زور لگایا ہے، ان کے لیے بدترین قسم کا دردناک عذاب ہے۔

وَالَّذِينَ سَعَوْا اور جو وہ لوگ جنہوں نے کوشش کی اور **سَعَوْا** یہاں پہ **وَعَمِلُوا** بھی آ سکتا تھا **سَعَوْا** کا مطلب ہوتا ہے سعی کرنا آپ حج اور عمرہ کرتی ہیں تو سعی کرتی ہیں دوڑ دھوپ کرنا ،کوشش کرنا اور جنہوں نے کوشش کی **فِي آيَاتِنَا** ہماری آیات میں اور جنہوں نے ہماری آیات میں کوشش کی کیا کوشش کی؟ **مُعَاجِزِينَ** اس کو مزید واضح کر رہا ہے **مُعَاجِزِينَ** صفت ہے اور اس کے معنی ہیں کہ ان کی جو کوشش تھی وہ کیا تھی **(ع ج ز)** اور عاجز کرنا تو یہ جو **مُعَاجِز** فعل استعمال کیا گیا ہے اس کے اندر مسابقت پائی جاتی ہے اس میں دو لوگوں کا ہونا یا دو گروہوں کا ہونا ضروری ہے کہ ایک دوسرے کو شکست دینے کے ارادے سے باہم مسابقت کرنا تو **مُعَاجِز** کے معنی کیا ہیں کہ ایک دوسرے کو شکست دینے کے ارادے سے مسابقت کرنا تو یہ جو کفر کرنے والے تھے پہلے کہا **كَفَرُوا** آیت 3 میں آیت 5 میں کہا **وَالَّذِينَ سَعَوْا** کفر میں انہوں نے بڑی کوشش کی، سعی کی ساتھ ہی کہا کہ ان کی جو کوششیں تھیں وہ کس لئے تھیں کہ ہماری جو آیات ہیں اس سلسلے میں **مُعَاجِزِينَ** کی ان کے اندر صفت پائی جاتی تھی گویا کہ یہ رات دن کیا کرتے تھے؟ اللہ کی آیات اور اس کی باتوں کو شکست دینے کے لئے کوشش کرتے تھے اور مثلاً آپ دیکھیں آپ فرعون کی مثال یاد رکھیں فرعون نے کیا کوشش کی تھی **ثُمَّ أَدْبَرَ يَسْعَىٰ (22۔ النازعات)** پھر چالبازیاں کرنے کے لیے پلٹا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نشانیاں لے کر اس کے پاس گئے تھے تو اس نے کیا کیا تھا؟ **فَتَوَلَّىٰ فِرْعَوْنُ (60۔ طٰہٰ)**اس نے منہ موڑ لیا۔ پھر اس نے کوشش کی پھر اس نے جادوگروں کو جمع کیا آپ پیچھے پڑھ چکیں 70000 کے قریب جادوگر تھے اس نے اپنی چیلوں کو جمع کیا وہ کیا کرنا چاہتا تھا اللہ کی آیات کو شکست دینے کے لئے مسابقت کرنا چاہتا تھا۔ آیات سے مراد کون سی آیات ہیں جیسے کہ جو بھی نبیوں کو اللہ تعالیٰ نے کتابیں دیں وہ بھی ہیں کائنات میں اللہ کی نشانیاں ہیں یا اللہ نے نبیوں کو جو معجزات دیئے وہ بھی ہیں تو یہاں پر کیا ہے جن لوگوں نے ہماری آیات ان کو شکست دینے کے لئے تگ و دو کی دن رات ایک کر دیا جیسے آپ دیکھیں اہلِ کتاب تھے جس میں یہودی تھے وہ **وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا** "اور ہم نے سنا اور اطاعت کی" یہ نہیں کہتے تھے بلکہ وہ **قَالُوا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا** کہتے تھے "ہم نے سنا اور ہم نے نافرمانی کی" یہ تھی ان کی **مُعَاجِزت** اور اہلِ مکہ جب آیات سامنے آگئی اور اب اس کے بعد کیا کر رہے ہیں کہ وہ ان کا انکار کر رہے ہیں تو گویا کہ **أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِنْ رِجْزٍ أَلِيمٌ** یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے عذاب ہے رِجز کا اور یہاں پر 2 طرح کے عذاب کا ذکر کیا جا رہا ہے دو طرح کے ان کے عمل ہیں 1۔ **سَعَوْا فِي آيَاتِنَا** مزید کیا ہے 2۔ **مُعَاجِزِينَ** اور آپ دیکھ لیں کہ کفر اُس زمانے بھی بھی کیسے انتہائی کوشش کرتا تھا کس طرح اہلِ مکہ نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا کبھی کہتے تھے کہ ان کی باتیں ہی نہ سنو کبھی ایمان لانے والوں کو گھروں سے نکلنے نہیں دیتے تھے اور جو نکلتے تھے ان کو مارتے پیٹتے تھے کبھی مختلف میلوں میں جا جا کر کہتے تھے کہ یہ شخص تو جادوگرد ہے مجنوں ہے اور کیا کیا الزامات نہیں

لگائے پھر یہ کہ ہجرت نہیں کرنے دیتے تھے اور حتیٰ کہ جب لوگ ہجرت کر کے چلے گے تو پھر جنگیں لڑیں ان کا پیچھا کیا کہ ختم کیوں نہ کر دیں سورۃ الاحزاب میں آپ ساری باتیں پڑھ چکی ہیں اور آج بھی آپ دیکھیں کہ کفر کس کس طرح سے سرگرم ہے اور کس طرح سے **مُعَاجِزِينَ** کی کیفیت لئے ہوئے ہیں کہ وہی عمل ایک مسلمان کرتا ہے تو اس کے اوپر کیا کیا الزامات لگائے جاتے ہیں کبھی دہشت گردی کا اور کبھی کوئی الزام اور وہی عمل کوئی اور کرے تو اس کی کہیں خبر بھی نہیں ہوتی اور پھر دین ایمان پر عمل کرنے کو بھی وہ دہشتگرد کہتے ہیں تو مسابقت کرنا اللہ کی آیات کو نیچا دکھانے میں تو ان کے لئے 2 عذاب ہیں **لَهُمْ عَذَابٌ** اب اتنا ہی کافی تھا کہ ان کے لئے عذاب ہے لیکن **مِنْ رِجْزٍ** کہا اور ساتھ ہی **أَلِيمٌ** کہا تو رجز ایسے عذاب کو کہتے ہیں کپکپاہٹ طاری کرنےوالا کبھی رجس بھی آتا ہے **(ر ج س)** بھی اور **(ر ج ز)** دونوں کا تقریباً ایک ہی معنی بنتا ہے کہ ایسا عذاب جسے دیکھ کر لرزہ طاری ہو جائے کپکپاہٹ جیسے گندگی کے لئے بعض لوگ کہتےہیں کہ گندگی کے لئے بھی یہ لفظ آتا ہے بہت ہی گندا عذاب گندگی کو دیکھ کے بھی لرزہ طاری ہوتا ہے تو کیا ہے؟ کہ رجز ان کے لئے ایسا عذاب ہے جو کہ بڑا ہی کپکپاہٹ پیدا کرنے والا لرزا دینے والا اور **أَلِيمٌ** دردناک کے لئے آتا ہے بدترین قسم کا عذاب ان کے اوپر آئے گا کیونکہ ان کے عمل بدترین ہیں تو ہمیں دیکھنا چاہئے کہ کفر کیسی کوششیں کرتا ہے اور ہم ایمان لانے والے اور عمل صالح کرنے والے چھوٹی چھوٹی کوششوں پر راضی ہونا چاہتے ہیں مرد مشقت نہیں کرنا چاہتے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی **آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ** میں شامل کرے (آمین) پھر اس کے بعد آپ دیکھئے کہ اللہ رب العزت کافروں کے جو امام ہیں جو سعی کرتے ہیں **مُعَاجِزِينَ** ان کا انجام بتانے کے بعد کیا بتاتے ہیں کہ جو عقلمند لوگ ہیں وہ کون ہیں؟ اور کیا چیز ان کے لئے کافی ہوتی ہے؟

آیت نمبر 6۔ وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ هُوَ الْحَقَّ وَيَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ
ترجمہ۔ اے نبی ﷺ، علم رکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ سراسر حق ہے اور خدائے عزیز و حمید کا راستہ دکھاتا ہے

وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ اللہ رب العزت کہتے ہیں **وَيَرَى الَّذِينَ** اور وہ دیکھتے ہیں ان لوگوں کو **أُوتُوا الْعِلْمَ** جن کو علم دیا گیا تو خوب جانتے ہیں یہ علم رکھنے والوں کو **الَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْكَ** جو نازل کیا گیا تیری طرف اے نبی ﷺ علم رکھنے والے خوب جانتے ہیں جو کچھ تیری طرف نازل کیا گیا ہے **أُنْزِلَ إِلَيْكَ** تیرے طرف نازل کیا گیا **مِنْ رَبِّكَ** کا تیرے رب کی طرف سے اور جو کچھ بھی آپ کی طرف نازل کیا گیا وہ ہے کیا؟ **هُوَ الْحَقَّ** وہ حق ہےاور حق کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ سچ۔ اللہ حق ہے، کتاب حق ہے، نبی حق ہے، صراط مستقیم کا جو راستہ ہے(دین اسلام) وہ حق ہے تو اللہ رب العزت نے خاص طور پر کہا کہ حقیقی علم اور حق سے مراد قرآن مجید اور وحی متلو اور وحی غیر متلو جو اللہ کی معرفت اور آخرت کا علم آپ کو دیا گیا ہے اہل علم خوب جانتے ہیں کہ وہ حق ہے **وَيَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ** اور وہ رہنمائی کرتا ہے **إِلَىٰ صِرَاطِ** ایسے راستے کی طرف وہ راستہ **الْعَزِيزِ** جو عزیز کا ہے **الْحَمِيدِ** جو حمید کا ہے اب آپ دیکھئے کہ یہاں پر اللہ رب العزت کیا بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جس دعوت کو، جس قرآن کو، جس پیغام کو پیش کیا یعنی آپ نے توحید اور آخرت کی جو دعوت دی تو نمبر 1۔ اہل علم اس بات کو سمجھتے ہیں کہ یہ بات اللہ کی طرف سے ہے اور نمبر 2۔ یہ اللہ نے آپ ﷺ پر نازل کی ہے اور نمبر 3۔ یہ حق ہے تو اہل علم جانتے ہیں آپ کو یاد ہے کہ اہل علم کسے کہتے ہیں؟ آپ دیکھیں ایک علم والے ہوتے ہیں جن کے پاس دنیا کا علم ہے آج بھی بہت سے لوگ mfil PHD کئے ہوئے ہیں

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحان اور بھی ہیں
ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نا سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نا سکا

دنیا کا علم حاصل کرنے والوں کی ایک قسم تو یہ ہوتی ہے دوسری قسم کن لوگوں کے ہوتی ہے؟ وہ لوگ جن کے پاس دنیا کا علم بھی ہو اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے پاس اللہ کی معرفت کا علم ہو ، ان کے پاس آخرت کا علم ہو تو قرآن کی اصطلاح میں حقیقی علم اسے کہتے ہیں جس کے پاس اللہ کی معرفت کا علم ہو اور آخرت کا علم ہو۔ اگر کسی کے پاس بہت زیادہ علم ہے وہ کسی ادارے کا چانسلر ہے وہ کسی یونیورسٹی کے بہت بڑے عہدے پر ہے پرنسپل ہے علوم تو اس نے بہت حاصل کیے لیکن اس کو حقیقی علم نہیں ہے اللہ کا علم نہیں ہے۔ وحی کا علم اس نے حاصل نہیں کیا یاد نہیں کیا تو پھر کیا ہے کہ یہ سارا علم اس کے لئے بوجھ ہے خطرہ ہے میرے اور آپ کے پاس علم کی جو ڈگریاں ہیں کوئی آپ میں سے ڈاکٹر ہے کوئی PHD ہے یا کوئی انجینئر ہے یا کوئی IT میں ہے یا پھر کوئی کمپیوٹر سائنس میں ہے یا پھر کوئی سائنس میں ہے technology میں ہے کسی بھی چیز میں ہے کتنے ہی علوم کیوں نہ سہی لیکن اگر آخرت کا علم نہیں ہے اللہ کا علم نہیں ہے، اللہ کا خوف نہیں ہے تو یہ سارے علوم میرے اور آپ کے لئے بوجھ ہیں ۔ سورۃ فاطر میں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ (28۔ سورۃ فاطر)** اللہ سے اس کے بندوں میں بس وہی ڈرتے ہیں جو علم رکھنے والے ہیں اور بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا اور بخشنے والا ہے۔ حقیقت میں عالم ان کو کہا جاتا ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اہل مکہ آپ کا، قرآن کا مذاق اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ تو کہتے ہیں قیامت آئے گی اور قیامت تو نہیں آرہی اب تک آئی نہیں تو اصل وجہ کیا ہے کہ ان کے پاس حقیقی علم نہیں ہے اور جو اہلِ علم ہیں اور اہلِ علم سے پھر مراد کون سے علماء تھے؟ جو یہود و نصاریٰ میں سے تھے جو اس بات کو جانتے تھے کہ آپ جو باتیں کہہ رہے ہیں وہ صحیح کہہ رہے ہیں اور ان میں سے کچھ لوگ پھر ایمان بھی لے آئے تو وہ لوگ مراد ہیں کہ ان کو پتہ ہے نمبر 1- کہ آپ کو جو علم دیا گیا ہے اللہ نے اس کو نازل کیا ہے نمبر 2- وہ حق ہے نمبر -3 **وَيَهْدِي** وہ راہنمائی کرتا ہے **إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ** خداعزیز الحمید کی طرف اب یہاں پہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے **صِرَاطِ** کہا **سَبِيْل** کیوں نہیں کہہ دیا تو **صِرَاطِ** کون سے راستہ کو کہتے ہیں **(ص ر ط)** تلوار کو کہتے ہیں۔ ایسی تلوار جو نوکیلی بھی ہو تیز بھی ہو تو گویا کہ ایسا راستہ جو پرپیچ ہو اور نوکیلا ہو مشکل راستے کیلئے صراط کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے سبیل کھلا کشادہ راستہ لیکن صراط کونسا راستہ تلوار کی طرح تیز اور بال کی طرح باریک بہت ہی مشکل راستہ **وَيَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطِ** تو وہ علم رہنمائی دیتا ہے پیغمبر رہنمائی دیتا ہے وہ حق جو قرآن ہے وہ رہنمائی دیتا ہے **إِلَىٰ صِرَاطِ** ایسے راستے کی طرف اور وہ راستہ کس کا بتایا ہے **الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ** اور عزیز کے بارے میں آپ پہلے بھی یہ بات پڑھ چکی ہیں کہ عزیز کےایک معنی تو یہ ہیں کہ گویا کہ عزت اسی کی ہے (گویا کہ عزت کا مالک وہ ہے) دوسرے معنی کیا ہیں **الْعَزِيزِ** کے قدرت اسی کے پاس ہے اور اس کے اندر ایک اورمعنی کیا ہیں کہ قوت والا بھی وہی ہے گویا کہ اللہ تعالی نے جو راستہ بتایا ہے یہ عام راستہ نہیں ہے بلکہ یہ راستہ عزیز غالب اللہ کا بتایا ہوا ہے اور پھر **حَمِيدِ** کی صفت استعمال کی گئی ہے **(ح م د)** حمد سے ہے اور اس کے معنی کیا ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی ذات ہے کہ وہ خوب قابل ستائش ہے کوئی اس کی حمد کرے یا نہ کرے

اسی کو حمد کا حق بھی پہنچتا ہے اور وہ خود قابل ستائش ہے تو یہاں پر جو بات بتائی گئی اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تعریف کا سزاوار ہے تعریف اصل میں اسی کا حق ہے اتنا بہترین راستہ بتایا پیغمبر کو بھیجا پوری کائنات سجائی تو کیوں سجائی تاکہ ہم سب اللہ کے آگے جھک جائیں آیت 7 کیا کہتی ہے

آیت نمبر 7۔ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ يُنَبِّئُكُمْ إِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ إِنَّكُمْ لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ
ترجمہ۔ منکرین لوگوں سے کہتے ہیں "ہم بتائیں تمہیں ایسا شخص جو خبر دیتا ہے کہ جب تمہارے جسم کا ذرہ ذرہ منتشر ہو چکا ہو گا اس وقت تم نئے سرے سے پیدا کر دیے جاؤ گے؟

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا اور کہا ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا **هَلْ نَدُلُّكُمْ** ہم بتائیں تم کو۔ کیا بتائیں اب اہل مکہ کا جو رویہ تھا (رسول اللہ ﷺ کی وہ مخالفت کرتے تھے) ان کا جو انداز تھا اس کو بتایا جا رہا ہے کہ اہل کفر کہتے ہیں **هَلْ نَدُلُّكُمْ** ہم دلالت کریں تمہاری۔ اہل مکہ عام لوگوں کو کیا کہتے تھے آؤ ہم تم کو بتائیں اور کیا بتائیں؟ ایک ایسے آدمی کے بارے میں اور آدمی سے مراد کون ہیں؟ رسول اللہ ﷺ جو تم کو خبر دیتا ہے **إِذَا مُزِّقْتُمْ** جب ذرہ ذرہ منتشر ہو چکا ہوگا **مُزِّقْتُمْ** کے معنی ہوتے ہیں چیرنا، ٹکڑے ٹکڑے کرنا، پھاڑنا، ریزہ ریزہ کرنا یہ فعل ہے جب تم ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جاؤ گے یہ ماضی مجہول ہے جمع مذکر حاضر کا صیغہ ہے جب تم ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جاؤ گے **كُلَّ مُمَزَّقٍ (م ز ق)** یہ مصدر میمی ہے اسم مفعول ہے اور **مُمَزَّقٍ** کے معنی کیا ہیں؟ بدن انسانی کا ریزہ ریزہ ہو کر الگ ہونا، ٹکڑے ٹکڑے ہو کر الگ ہونا تو جب بدن انسانی ریزہ ریزہ ہو کر الگ ہو جائے گا تو یہاں پہ **مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ** کے معنی کیا ہیں؟ کہ جب تمہارے جسم کا ذرہ ذرہ منتشر ہو جائے گا۔ تو یہ سب ان کو کون بتاتا تھا ؟ رسول اللہ ﷺ بتاتے تھے اہل مکہ کا تمسخر کاانداز دیکھیں وہ کہتے تھے آؤ ہم تمہیں ایک ایسے شخص کے بارے میں بتائیں جو یہ خبر دیتا ہے کہ جب تمہارے جسم کا ذرہ ذرہ منتشر ہو جائے گا **إِنَّكُمْ لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ** اس وقت بے شک تم ہو گئے **لَفِي** البتہ میں **خَلْقٍ** خلق **جَدِيدٍ** اس وقت تم نئے سرے سے پیدا کیے جاؤ گے کیونکہ رسول اللہ ﷺ قیامت کی اور مردوں کے دوبارہ زندہ ہونے کی خبر دیتے تھے لوگوں کو ایمان لانے کی تاکید کرتے تھے تو اب مذاق کے انداز میں کہتے ہیں کہ ہم تمہیں بتائیں ایسے شخص کے بارے میں جو کہتا ہے کہ جب تم تمہارے جسم کا ذرہ ذرہ ہو کرزمین میں منتشر ہو جائے گا ،ختم ہو جائے گا، مٹ جائے گا اس وقت تمہیں اٹھا کر نئے سرے سے پیدا کیا جائے گا کھڑا کر دیا جائے گا پھر کہتے ہیں

آیت نمبر 8۔ أَفْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَمْ بِهِ جِنَّةٌ ۗ بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ
ترجمہ۔ نہ معلوم یہ شخص اللہ کے نام سے جھوٹ گھڑتا ہے یا اسے جنون لاحق ہے" نہیں، بلکہ جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے وہ عذاب میں مبتلا ہونے والے ہیں اور و ہی بری طرح بہکے ہوئے ہیں

أَفْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا گھڑ لیا ہے اس نے اللہ پر جھوٹ **أَمْ بِهِ جِنَّةٌ** یا پھر یہ اسے جنون ہو گیا ہے اب رسول اللہ ﷺ پر یہ 2 الزام لگاتے ہیں ان میں سے پہلا الزام کیا ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ اس شخص کا معاملہ ان دو حالوں میں سے خالی نہیں ہے پہلا حال کیا ہے؟ کہ اس شخص نے اللہ پر جھوٹ گھڑا ہے اور جھوٹ کیاہے؟ کہ اللہ نے اس کو رسول بنا کر نہیں بھیجا اور یہ کہتا ہے کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں (نعوذ باللہ) دوسری بات کیا کہتے تھے کہ **أَمْ بِهِ جِنَّةٌ (ج ن ن)** اس کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ پوشیدہ

چیز کو کہتے جن آنکھوں سے پوشیدہ ہوتا ہے اس کے لئے آتا ہے جنت آنکھوں سے پوشیدہ ہے اس کے لئے بھی یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے **جنین** وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اس کے لئے بھی یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے اور اسی طرح یہاں پہ **جِنَّةٌ** استعمال کیا گیا ہے اور اس کے معنی کیا ہیں؟ کہ اس کو جنون ہے گویا کہ بیماری ہے کہ یہ شخص مجنوں والی باتیں کرتا ہے اس کے اندر جنون کی کیفیت ہے اور مجنوں والی بات کیا ہے ؟ کہ ہم مر جائیں گے اور پھر دوبارہ اٹھا کھڑا کیا جائے گا یہ جنون کی قسم ہے جس میں یہ شخص مبتلا ہو گیا ہے تو گویا کہ یا تو **مفتری (گھڑنا)** ہے یا پھر یہ مجنون ہے **بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ** اللہ تعالیٰ کہتے ہیں بلکہ یہ وہ لوگ ہیں **لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ** یہ آخرت پر ایمان لانے والے نہیں ہیں-**بِالْآخِرَةِ** یہ ایسے لوگ ہیں جو آخرت کو مانتے ہی نہیں ہیں اب یہاں پہ آ کے آپ رک جائیے **بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ** کے آخرت پر ایمان لانے والے نہیں ہیں **بَلِ** بلکہ یہ جو رسول اللہ پہ دو الزامات لگا رہے ہیں ان کے الزام جھوٹے ہیں اصل بات یہ ہے کہ یہ آخرت پر ایمان لانے والے نہیں ہیں پھر کیا ہے **فِي الْعَذَابِ** یہ عذاب میں ہیں مطلب کیا ہے کہ یہ آفت میں ہیں یہ عذاب میں مبتلا ہونے والے ہیں **وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ** اور دور کی گمراہی میں ہیں اور جس عذاب میں مبتلا ہیں وہ کیا ہے؟ بری طرح بہکے ہوئے ہیں- تو یہاں پہ بھی اب 2 ان کے الزامات ہیں اور 2 ہی ان کی سزائیں ہیں- نمبر1- یہ رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہیں کہ یہ **مُفْتَرِى** ہیں کہتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو (نعوذ باللہ) آپ اللہ کے رسول نہیں ہیں آپ جھوٹ بات کہہ رہے ہیں تو کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ ان کا یہ کہنا کیا ہے؟ **فِي الْعَذَابِ** یہ عذاب میں ہیں بڑی بری ان کی کیفیت ہے یہ خود بہت بڑی خرابی کے اندر ہیں- ان کا یہ کہنا عذاب ہے یعنی دنیا کے اندر نبی کاانکار، اللہ کے پیغام کا انکار یہ عذاب ہے اور آخرت میں بھی عذاب ہوگا پھر نمبر 2- بات کیا کہی **وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ** تو کیا ہے کہ دور کی گمراہی میں مبتلا ہیں ایک گمراہی ہوتی ہے مثلاً آپ سفر پہ جا رہی ہیں آپ گاڑی چلا رہی ہیں(کتنے لوگ آپ میں سے گاڑی چلاتے ہیں) اچھا تو آپ میں سے جو لوگ گاڑی چلاتے ہیں آپ اس بات کا اندازہ کریں کہ جب آپ گاڑی چلاتی ہیں تو کبھی آپ ایک exit آگے نکل جائیں یا ایک exit آپ پیچھے لے لیں تو ہوتا کیا ہے مشکل ہو جاتا ہے اور گھوم کے آنا پڑتا ہے اور اس وقت آپ کے اعصاب کیسے ہوتے ہیں؟ کیسے آپ حواس باختہ ہوتے ہیں اور اگر آپ زیادہ exit سےدور نکل جائیں بالکل آپ کو east لینی تھی west لینے south لینی تھی north لینے بالکل دور کا الگ راستہ آپ لیتے ہیں پھر کیا حال ہوتا ہے تو اصل میں آپ اس مثال سے اس بات کا اندازہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ** کہ یہ لوگ **الضَّلَالِ** گمراہی میں تو ہیں ہی اور ساتھ ہی کہا **الْبَعِيدِ** دور کی گمراہی میں ہیں بری طرح بہکے ہوئے ہیں- سیدھا راستہ تو جاتا ہے **صراط المستقیم** جنت کی طرف لیکن یہ سرپٹ بھاگ رہے ہیں الٹے راستے، دور کے راستے جہنم کے راستے کی طرف یہ اور بڑے مطمئن ہیں اور جہنم کا راستہ کون سا ہے کفر کرنا پھر اس کے بعد مذاق اڑانا پھر اللہ اور اللہ کے رسول کا انکار کرنا پھر اس کے بعد **سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ** پچھلی کیفیات کو اور ان کے رویوں کو یاد رکھیں اور اس کے بعد رسول اللہ پر **مَجْنُون** اور **مُفْتَرِى** کا الزام لگانا- **وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ** یہ ہے ان کی دور کی گمراہی کہ ایسے شخص کو یہ **مَجْنُون** کہتے ہیں جو انہیں بچانے کی فکر کر رہا ہے کتنی الٹی بات کر رہے ہیں- وہ ان کو صراط المستقیم پر چلانا چاہتے ہیں یہ جہنم کے راستے پر چل رہے ہیں اور پھر سرپٹ اس راستے پر بھاگ رہے ہیں اور سمجھ رہے ہیں کہ ہم بڑے عقلمند ہیں

آیت نمبر 9- أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنْ نَشَأْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِنَ السَّمَاءِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِكُلِّ عَبْدٍ مُنِيبٍ

ترجمہ۔ کیا اِنہوں نے کبھی اُس آسمان و زمین کو نہیں دیکھا جو اِنہیں آگے اور پیچھے سے گھیرے ہوئے ہے؟ ہم چاہیں تو اِنہیں زمین میں دھنسا دیں، یا آسمان کے کچھ ٹکڑے اِن پر گرا دیں در حقیقت اس میں ایک نشانی ہے ہر اُس بندے کے لیے جو خدا کی طرف رجوع کرنے والا ہو

أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ اب یہاں پر کیا بات سامنے آئی اللہ رب العزت اس بات کا اعلان کرتے ہیں یہ بات بتاتے ہیں کہ پوری کائنات اس بات کا اعلان کرتی ہے کہ قیامت آئے گی حساب کتاب ہوگا تو خلاصۂ تفسیر کے طور پر کیا بات ہے کہ کیا یہ نہیں دیکھتے **إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ** جو ان کے ہاتھوں کے آگے ہے جو ان کے سامنے ہے یہ اسے نہیں دیکھتے **وَمَا خَلْفَهُمْ** اور جو ان کے پیچھے ہے **مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ** آسمان سے بھی اور زمین میں سے بھی کیا انہوں نے کبھی اس آسمان اور زمین کو نہیں دیکھا جو انہیں آگے سے پیچھے سے ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہیں آپ کہیں بھی چلی جائیں مشرق سے مغرب کا سفر کر لیں پاکستان سے امریکہ کینیڈا آپ کہیں بھی چلی جائیں جہاں بھی جائیں آپ کو آسمان نظر آتا ہے ہر طرف آسمان نے آپ کو گھیرا ہوا ہے اس طرح آپ زمین کو لے لیں آپ کہیں بھی چلی جائیں زمین سے آپ کہیں بچ نہیں سکتے تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ انہوں نے کبھی اس آسمان اور زمین کو نہیں دیکھا جو انہیں آگے اور پیچھے سے گھیرے ہوئے ہیں اگر ہم چاہیں تو انہیں دھنسا دیں زمین کے اندر **(خ س ف)** **نَخْسِفْ** کے معنی کیا ہیں؟ زمین کے اندر دھنسا دینا تو ہم ان کو دھنسا دیں ان کفر کرنے والوں کو ، مذاق کرنے والوں کو اور جو **سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ** کی کیفیت لئے ہوئے ہیں ان کو زمین کے اندر دھنسا دے اور **نُسْقِطْ** ہم گرا دیں **عَلَيْهِمْ** ان کے اوپر **كِسَفًا** ٹکڑا **(ک س ف)** کسے کہتے ہیں بادل کا ٹکڑا یا روئی کا ٹکڑا یا روئی کا گولا اب یہاں پر یہ کس کے لئے آیا ہے **مِنَ السَّمَاءِ** آسمان کا ایک ٹکڑا کہ ہم ان پر آسمان کے کچھ ٹکڑے گرا دیں تو اس کے معنی کیا ہیں کہ یہ آسمان جو سروں پر تنا ہوا ہے شامیانے کی طرح یہ زمین جو قدموں کے نیچے فرش کی طرح بچھی ہوئی ہے اور آسمان اور زمین سے فائدے ہیں برکتیں ہیں آسمان گر نہیں جاتا ان کے اوپر اور نہ زمین ایسی ہے کہ پانی بن جائے کہ انسان اس پر پاؤں نہ رکھ سکے تو اللہ کی نعمتوں کا استعمال کر رہے ہیں اور پھر بھی یہ کفر کر رہے ہیں اور اللہ کا شکر نہیں کر رہے اور اللہ کی حمد بیان نہیں کر رہے اور اگر اللہ چاہے تو یہ آسمان اور زمین جو ان کے اوپر ہے ان کے نیچے ہیں یہ اتنی خوبصورت نعمت ہے تو اگر ہم چاہیں تو یہ نعمتیں ان کے لئے نقمت بن جائیں یہ رحمتیں ان کے لئے زحمت بن جائیں ہم زمین کے اندر ان کو دھنسا دیں جیسے قارون کو دھنسایا تھا جیسے فرعون کو پانی کے اندر غرق کر دیا تھا جیسے پچھلی قوموں پر آسمان سے پتھر نازل کیے بارش نازل کی۔ پانی کاطوفان کس قوم پر آیا؟ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر۔ تو آسمان سے کوئی ٹکڑا کوئی عذاب آجائے (آسمان کا یا زمین کا) اور ان کو ختم کر کے رکھ دیا جائے **إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِكُلِّ عَبْدٍ مُنِيبٍ** اس میں حقیقت میں ایک نشانی ہے ہر اس بندے کے لئے **لِكُلِّ عَبْدٍ مُنِيبٍ** اس میں ایک بڑی خوبصورت بات ہے اور آپ دیکھیں **عَبْدٍ مُنِيبٍ** اس کے اندرحقیقت میں پوری 9 آیتوں کا نچوڑ آگیا ہے تو یہ سورۃسبا جس کا آغاز **الحمدللہ** سے ہوا تھا کہ شکر پر ہی توحید اور پورے دین کی عمارت قائم ہے اور اس کائنات کے اندر آسمان اور زمین کی تمام نعمتوں سے کون فائدہ اٹھاتے ہیں؟ میں اور آپ فائدہ اٹھاتے ہیں یہ سورج، یہ چاند، یہ بادل، یہ ہوا، یہ ستارے، سیارے کس نے بنائے؟ اللہ نے بنائے یہ زمین یہ دریا یہ پہاڑ چرند پرند اشجار انہار یہ سبزہ گل کہاں سے آئے اللہ نے دیئے آسمان سے بارش آئی زمین نے سونا اگلا اورجب سب چیزیں اللہ نے دی ہیں تو پھر کرنا کیا چاہئے کہ جب خالق اللہ جب مالک اللہ تو پھر ہمیں اللہ کے آگے جھک جانا چاہئے اس کو اپنا **الٰہ** بنانا چاہئے **لِكُلِّ عَبْدٍ** عبد کون ہوتا ہے؟ نوکر، غلام، نوکری چاکری کرنے والا، عبادت کرنے

والاکوئی حیثیت نہیں ہے اس کی تو اس میں نشانیاں ہیں **آیَةً** کا لفظ اسم جنس ہے اس میں نشانیاں ہیں ایک حقیقت میں نشانی ہے **لِکُلِّ عَبْدٍ** ہر بندے کے لئے **منیب (ن و ب)** سے ہے انابت رجوع کرنا پلٹنا اور بار بار پلٹنا تو **قلب منیب** وہ دل جو اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے کہیں بھی چھوٹی موٹی کوئی غلطی ہو جائے لیکن لوٹ کر اللہ کی طرف آتا ہے جیسے مقناطیس ہوتا ہے کہ اپنی طرف ایک کشش رکھتا ہے تو **عَبْدٍ مُنِیبٍ** کے لئے اس کے اندر بڑی نشانیاں ہیں اور اس کا مطلب ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو کہ آسمان اور زمین کے نظام پر غور کرتے ہیں اور **عَبْدٍ مُنِیبٍ** وہ شخص ہوتا ہے جس کے اندر حقیقت کی طلب ہوتی ہے اور اس کا دل اردگرد کے حالات سے قوموں کے واقعات سے عبرت لیتا ہے اور متوجہ ہونے والا ہوتا ہے جس کے اندر یہ چیز نہ ہونا اس کو پھر کوئی چیز فائدہ نہیں دے سکتی تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں کائنات کے نظام پر قوموں کی کہانیوں اور واقعات پر اور کہتے ہیں کہ تم **عَبْدٍ مُنِیبٍ** بن جاؤ اللہ کی حمد بیان کرو اللہ کے نوکر اور غلام بن جاؤ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کے دروازوں کو کھٹ کھٹاؤ آؤ اللہ کی طرف لوٹ آؤ کفر نہ کرو اور کفر جن کوششوں میں مصروف ہے تم اس سے ہٹ کر نیکیوں میں آگے ہی آگے بڑھتے چلے جاؤ۔